مؤلف
مفتی عمار احمد قاسمی
استاذ دار العلوم حیدر آباد

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُوْن (القرآن)

حفظِ قرآن کی فضیلت واہمیت

مؤلف

مفتی عمار احمد قاسمی

استاذ دارالعلوم حیدرآباد

ناشر: جامعہ اسلامیہ دارالعلوم حیدرآباد

نام کتاب	حفظِ قرآن کی فضیلت واہمیت
مؤلف	مفتی عمار احمد قاسمی (استاذ دار العلوم حیدر آباد)
سنِ اشاعت	۱۴۴۰ھ - ۲۰۱۹ء
تعدادِ صفحات	۲۴
کمپوزنگ	محمد بشیر معروفی قاسمی (دار العلوم حیدر آباد)
قیمت	۱۵/روپے
ناشر	جامعہ اسلامیہ دار العلوم حیدر آباد
ای میل	amqasmi1991@gmail.com

ملنے کا پتہ

محمد عمار احمد (دار العلوم حیدر آباد) موبائل: 8019977164

﴿فہرست عناوین﴾

عرضِ مؤلف

آج پورے عالم کی طرف طائرانہ نظر دوڑاتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان کشمکش کے عالم میں مبتلا ہیں، ظلم و بربریت کی زندگی بسر کررہے ہیں، ہرطرف ذلیل وخوار ہورہے ہیں، یہ سب ہمارے کرتوت اور اعمالِ بد کا نتیجہ ہے؛ کیوں کہ ہم نے قرآن وسنت کو پیروں تلے روندا اوراس کے حکم کو توڑا ہے اور یہ تو خود قرآن کا اعلان ہے، اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت اس وقت تک نہیں بدلتے جب تک قوم اپنی حالت خود نہ بدلیں۔ إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِقَوْمٍ سُوءًا فَلَا مَرَدَّ لَهُ وَمَا لَهُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ وَالٍ. (الرعد:۱۱) اور جیسا کہ سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، وجہِ تخلیق کائنات نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اس میں اسلام کا صرف اور صرف نام باقی رہے گا (اس کی روح ختم ہوجائے گی) اور قرآن کے صرف اور صرف حروف باقی رہیں گے (عمل نہیں رہے گا) اور مسجدیں خوب عمدہ عمدہ بنیں گی؛ حالانکہ وہ ہدایت اور نورِ ایمان سے ویران ہوں گے۔ عن علي بن أبي طالب قال، قال رسول الله ﷺ يوشك أن يأتي على الناس زمان لا يبقى من الإسلام إلا اسمه ولا يبقى من القرآن إلا رسمه مساجدهم عامرة وهي خراب من الهدى. (شعب الایمان ۳۱۳/۲۱-۱۹۰۸-مشکوۃ ۳۸/۱)

رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان آج حرف بہ حرف صادق آرہا ہے، جب تک مسلمان قرآن وسنت پر چلتے رہے تو ہمیشہ ان کو ترقی ملتی رہی اور ہمیشہ فاتح قوم کے نام سے جانے اور پہچانے جاتے تھے؛ لیکن جب سے مسلمانوں نے عیش وعشرت اور خواہشات نفسانی کی پیروی کا سلسلہ شروع ہوا تو قرآن سے دور ہوتے چلے گئے اور قرآن سے ایسا غافل ہوگئے کہ دیکھنے

میں آتا ہے کہ ایک مسلمان جب صبح سویرے اٹھتا ہے تو اخبار کی تلاوت تو شروع کردیتا ہے؛ لیکن قرآن کی تلاوت کی توفیق نہیں ہوتی، اسی طرح ایک باپ جب اپنی بیٹی کو قرآن جہیز میں دیتا ہے تو اسے بھی قرآن کھول کر پڑھنے کی توفیق نہیں ہوتی، فیا أسفي ويا للعجب.

اسی لیے ڈاکٹر علامہ اقبال نے کہا تھا۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہوکر ☆ تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہوکر

بہر کیف! قرآن اللہ کی سب سے زیادہ عظیم الشان کتاب ہے اور شروع سے لے کر اب تک ویسے ہی محفوظ ہے جیسے نازل ہوئی؛ بلکہ قیامت تک ایسے ہی محفوظ رہے گی، قرآن کریم اور دوسری کتابوں کے درمیان فرق افضل مفضول، اکمل غیر اکمل کا نہیں ہے؛ بلکہ ان کے درمیان بنیادی فرق محفوظ اور غیر محفوظ کا ہے؛ کیوں کہ اللہ نے کسی کتاب کی بقاء اور حفاظت کی ذمہ داری خود نہیں لی؛ جب کہ قرآن کریم کی خود حفاظت کی ذمہ داری لی ہے، چنانچہ ارشاد ربانی ہے: إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ. (الحجر:۹) اس دورِ پرفتن میں قرآن کریم سے جو غفلت اور بے اعتنائی بڑھتی جارہی ہے اس کے سدِّ باب کے لیے بندہ کے دل میں خیال آیا کہ عاملِ قرآن کی فضیلت اور غیر عاملِ قرآن کی وعید پر دو سال قبل لکھی ہوئی جو تحریر ہے اسے منظرِ عام پر لایا جائے، بتوفیق خداوندی شامل حال ہوئی اور اب یہ رسالہ آپ کے سامنے ہے، بندہ باری تعالیٰ کے حضور دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبول و منظور فرما کر اس کو میرے لیے، والدین، نانا، نانی اور تمام رشتہ داروں کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے، آمین۔

قارئین کتاب سے گذارش ہے کہ اگر کہیں کوئی غلطی نظر آئے تو از راہِ کرم اطلاع کردیں؛ تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح کی جاسکے۔ فجزاكم الله أحسن الجزاء.

العبد عمار غفرلہ

خادم تدریس دار العلوم حیدرآباد

۱۴۴۰/۶/۱۳ھ

دنیا کی سب سے بڑی نعمت قرآن ہے

قرآن کریم اس جہاں میں وہ نعمت بے بہا ہے سارا جہان آسمان وزمین اور اس میں پیدا ہونے والی مخلوقات اس کا بدل نہیں ہو سکتے، انسان کی سب سے بڑی سعادت اور خوش نصیبی ہے کہ وہ اس میں اشتغال رکھے اور اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرے اور سب سے بڑی محرومی اور بدنصیبی اس سے اعراض کرنا ہے، اس لیے انسان کو ڈرتے، کانپتے، اور تھرتھراتے رہنا چاہیے، کہیں ہم عمل نہ کرنے کی وجہ سے اس نعمتِ عظمیٰ سے محروم نہ ہو جائیں۔

حفظِ قرآن ایک نعمتِ عظمیٰ ہے

قرآن مجید خالق کائنات کی عظیم کتاب ہے، ربِ ذوالجلال متکلم حقیقی کا یہ کلام بھی مخلوق نہیں؛ بلکہ اللہ تعالیٰ کی صفتِ قدیم ہے، تمام آسمانی کتابوں میں عظیم تر تمام احکام الٰہیہ کو جامع ہے، بزرگی اور تقدس میں سب سے ارفع واعلیٰ مقام کی حامل ہے، جس کے نازل کرنے کے لیے جو فرشتہ منتخب کیا وہ تمام فرشتوں میں سب سے افضل، جو نبی منتخب کیے گئے، وہ تمام انبیاء کے سردار، جو مہینہ منتخب کیا گیا وہ تمام مہینوں کا سردار، جو رات منتخب کی گئی وہ تمام راتوں سے افضل، جو زبان منتخب کی گئی وہ تمام زبانوں کی سردار، اور جو امت منتخب کی گئی، وہ تمام امتوں میں ارفع امت ہے، اس کتاب میں جو سیاہی استعمال کرلی جائے اور جو کاغذ اس میں لگ جائے اس کا یہ مقام ہے لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ. (الواقعۃ:٧٩) یعنی بغیر پاکی حاصل کیے اس کو ہاتھ بھی مت لگاؤ، حتیٰ کہ جو کپڑا بطور چولی اور جزدان اس کے لیے استعمال ہو وہ تمام

کپڑوں میں باعثِ فخر ومباہات ہے، جس دماغ نے اس کو سمجھا، جس حافظے نے اس کو اپنے اندر سمویا، جس زبان نے اس کی تلاوت کی، جس کان نے اس کی سماعت کی، اور جو قلب اس کی طرف متوجہ ہوا، کائنات عالم میں سب سے زیادہ خیر اور فضیلت کا مصداق کیوں نہ قرار دیا جائے، اسی کو حدیثِ مبارکہ میں ارشاد فرمایا گیا خیرکم من تعلم القرآن وعلمه. (بخاری شریف ۱۹۲/۱) تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے، کائناتِ عالم کا وہ جوہر بیدار جس کی تمام صلاحیتیں قرآنِ مجید سیکھنے سکھانے، پڑھنے پڑھانے میں صرف ہوگئیں، یقیناً دنیا وآخرت کی تمام فضیلتیں ومنقبتیں اس کے لیے مختص ہیں، نبی پاک ﷺ کا ارشاد ہے: أشراف أمتي حملة القرآن وأصحاب الليل. (جامع صغیر: ۱۸۸۳) اگر حافظ قرآن کے والدین کو قیامت کے دن ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی آفتاب کی روشنی سے زیادہ ہوگی، تو خود اس آفتاب عالم تاب کو کیا اعزاز دیا جائے گا، اس کا اندازہ کون لگا سکتا ہے؟ حفظ قرآن میں مشغول ہونے والا بچہ اگر تمام خیر وفضل کو اپنے دامن میں سمیٹ لیتا ہے تو تمام تر تقدس وبزرگی بھی اس کی پیشانی میں جمع ہو جاتی ہے، اس لیے قابل صد احترام ہیں یہ بچے استاذ کے لیے بھی اور والدین کے لیے بھی کیوں نہ ہو جس کو نبی فداہ ابی وامی کی یہ بشارت ہو کہ الماهر بالقرآن مع السفرة الكرام البررة والذي يقرأ القرآن ويتتعتع فيه وهو عليه شاق فله أجران. (جمع الفوائد ۱۶۵/۲) کہ جو شخص قرآن پاک کا حافظ ہو وہ مکرم فرشتوں کے ساتھ رہتا ہے، اور اس کی تلاوت کرتے وقت اٹکتا ہو اس حد تک کہ گرانی باعث ہو، مگر پھر بھی پڑھتا رہے اس کو دوہرا اجر دیا جائے گا، پڑھنے والے کی فضیلت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے؟ اس

لیے حکم ہے من استمع إلى آية من كتاب الله كتب له حسنة مضاعفة ومن تلاها كانت له نورا يوم القيامة. (جمع الفوائد ۲/۱۶۶) جو کتاب اللہ کی ایک آیت سننے کے لیے متوجہ ہوگیا اس کے مقدر میں ایسے نیکی لکھ دی گئی جو ہمیشہ بڑھتی ہی رہے گی اور اس کی تلاوت کرے گا اس کے لیے تو قیامت کے دن نور ہی نور گا، اسی لیے امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ جس نے قرآن پاک حفظ کیا، اس کا مرتبہ بلند ہوگیا، اور جس نے حدیث لکھی، اس کا استدلال پختہ ہوگیا، اور جس نے فقہ حاصل کیا، اس کی صلاحیت اجاگر ہوگئی۔ (شرح الشاطبیہ)

حضرت ابو بکر صدیقؓ فرماتے ہیں جس نے قرآن پاک سیکھا اور پھر کسی کو اپنے سے زیادہ صاحب نعمت سمجھا تو اس نے حقیر چیز کو عظیم سمجھا اور عظیم چیز کو حقیر گردانا۔

ماہر حافظ قرآن کی فضیلت

عن عائشةؓ عن النبي ﷺ قال مثل الذي يقرأ القرآن وهو حافظ له مع السفرة الكرام البررة ومثل الذي يقرأ وهو يتعاهده وهو عليه شديد فله أجران. (رواہ البخاری ۱/۱۶۶)

ترجمہ: حضرت ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص قرآن پڑھتا ہے اور اس کا حافظ بھی ہے تو اس کا مقام خدائی ہدایت پہنچانے والے مکرم فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور جو شخص قرآن پڑھتا ہے اور اس کو یاد کرنے کی کوشش کرتا ہے، لیکن اس کو سخت دشواری پیش آتی ہے تو اس کے لیے دوہرا اجر ہے، مذکورہ عبارت میں حافظ قرآن کا مقام بتایا گیا ہے کہ وہ مقرب فرشتوں کے ساتھ ہوگا، امام نوویؒ فرماتے ہیں سفرہ جمع ہے مسافر کی، اس سے مراد وہ فرشتے ہیں جو

اعمال لکھتے ہیں، مسلم شریف کی روایت میں لفظ ماہر وارد ہوا ہے، یعنی یہ مقام ایسے حافظ قرآن کا ہے جو ماہر ہو، یعنی اس کا حفظ اور تجوید اس قدر پختہ ہو کہ بلا تردد پڑھتا چلا جاتا ہو، لیکن کبھی غلطی آجائے، تو اس کے منافی نہیں، اور جس کا حفظ اتنا پختہ نہ ہو اٹک اٹک کے پڑھتا ہو، اور یاد کرنے کی بھرپور کوشش کرتا ہو، اس کے باوجود بھی پختگی پیدا نہ ہوتی ہو، دماغی کمزوری کی وجہ سے تو اس کے لیے دو اجر ہے، تلاوت کرنے کا اجر، دوسرا مشقت برداشت کرنے کا اجر، حدیث پاک میں گویا تسلی دی گئی کہ ایسا آدمی پریشان نہ ہو بلکہ محنت اور لگن کے ساتھ پڑھتا رہے؛ کیوں کہ اس کے لیے دوہرا اجر ہے، یہاں یہ بات بھی صاف اور واضح ہو جاتی ہے کہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اٹک اٹک کے پڑھنے والے کا اجر و مقام ماہر قرآن سے ارفع ہے؛ بلکہ ماہر قرآن کا مقام ارفع واعلیٰ ہے، اور اس کے لیے بہت زیادہ اجر ہے؛ کیوں کہ وہ مقرب فرشتے کے ساتھ ہوگا۔

قرآن کریم سیکھنے اور سکھانے والا سب سے بہتر شخص ہے

عن عثمان عن النبي ﷺ قال خيركم من تعلم القرآن وعلمه قال وأقرء ا أبو عبد الرحمن في إمرأة عثمان حتى كان الحجاج قال ذاك أقعدني مقعدي هذا. (صحیح البخاری ۱۹۲/۱)

ترجمہ: حضرت عثمانؓ نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے، مشہور جلیل القدر تابعی عبد الرحمٰن اسلمیؒ حضرت عثمانؓ کے زمانے سے لے کر حجاج کے زمانے تک قرآن کریم کی تعلیم دیتے رہے، اور فرماتے تھے مجھے اس حدیث نے جامع مسجد کوفہ کے اس مقام پر تعلیم قرآن کے لیے بٹھا رکھا ہے۔ (فتح الباری ۷۶۵/۹)

حضرت عثمانؓ کے آخری ایام سے لے کر حجاج کے شروع دور تک اڑتالیس (۴۸) سال کا عرصہ ہے، علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں چوں کہ بہترین کلام، کلامِ الٰہی ہے، اس لیے قرآن کریم سیکھنے اور سکھانے والے حضرات انبیاء کے بعد سب سے بہتر لوگ ہیں، بشرطیکہ یہ مبارک عمل اخلاص وللّٰہیت پر مبنی ہو، ریا کاری، اور دنیاداری مطلوب نہ ہو۔(شرح الطیبی علی المشکوۃ ۴/۲۱۵) اس سے قرآن کریم پڑھنے پڑھانے والوں کی فضیلت واضح ہوگئی، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں جو شخص قرآن کریم سیکھتا اور سکھاتا ہے ایسا شخص دو صفات کا جامع ہے، خود بھی مستفید ہو رہا ہے، دوسروں کو بھی فائدہ پہنچا رہا ہے، اس لیے اس کو افضل قرار دیا گیا، اور یہ شخص اس آیت کے مصداق میں سے قرار دیا گیا، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں، اللہ کی طرف بلانے کے مختلف طریقے ہیں، جن میں سے قرآن کریم کی تعلیم بھی ہے، جو سب سے افضل ہے، بطور تنبیہ کے یہاں ایک بات یاد رکھنا چاہیے کہ اس سے استدلال نہیں کیا جا سکتا، قاری ومقری فقیہ عالم سے افضل ہے، اس لیے کہ خیرکم من تعلم القرآن وعلمه کے اولین مخاطب صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں جو اہل زبان ہونے کی وجہ سے قرآن کریم کے معانی سمجھنے کا ایسا ملکہ اور سلیقہ رکھتے تھے کہ بعد کے لوگ باوجود کوشش کرنے کے ان کے مقام کو نہیں پہونچ سکتے، لہٰذا جو شخص قرآن کریم کے حروف پڑھنے اور پڑھانے کے ساتھ اس کے معانی ہی سمجھتے اور سمجھاتے ہوں تو اس کو بھی یہ فضیلت حاصل ہوگی، اسی بنا پر سرکار دو جہاں نبی پاک ﷺ نے حفاظ کو نصیحت کی ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے حافظ قرآن! قرآن کریم کو خوبصورت انداز سے آراستہ کرو، اللہ تجھے آراستہ

کرے گا، قرآن کریم کو لوگوں کے لیے مزین مت کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ تجھے عیب دار کردیں گے، مناسب ہے حامل قرآن کے لیے کہ وہ رات کے وقت لوگوں سے سب سے زیادہ قیام کرنے والا ہو جب کہ لوگ سو رہے ہوں، اور یہ کہ لوگوں سے زیادہ غمگین ہو جب کہ وہ خوش ہو رہے ہوں، نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا یا حامل القرآن! تزين بالقرآن يزينك الله ولا تزين به للناس فيشينك الله وينبغي لحامل القرآن أن يكون أطول الناس ليلا إذا كان الناس ناموا وأن يكون أطول الناس حزنا إذا الناس فرحوا. (الدیلمی عن ابن مسعود، کنز العمال: ۲۸۷۷)

جس نے قرآن کو حفظ کیا اس نے علومِ نبوت کو اپنے سینے میں لے لیا

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے قرآن کو حفظ کیا اس نے علومِ نبوت کو اپنے دونوں پسلیوں کے درمیان محفوظ کرلیا، مگر اس کی طرف وحی نہیں کی جاتی حافظ قرآن کے لیے زیب نہیں کہ وہ سختی کرنے والوں کے ساتھ سختی کرے، اور جاہلوں کے ساتھ جہالت والا برتاؤ کرے؛ جب کہ اس کے سینے میں کلامِ پاک موجود ہے۔

عن عبد الله بن عمرو بن عاص رضي الله عنهما أن رسول الله ﷺ قال من قرأ القرآن فقد استدرج النبوة بين جنبيه غير أنه لا يوحى إليه، لا ينبغي لصاحب القرآن أن يَّجِدَّ مع من حَدَّ ولا يجهل مع من جَهِلَ وفي جوفه كلام الله. (رواہ الحاکم فی المستدرک: ۲۳۸۹) اس حدیث مبارکہ سے حافظ قرآن کی فضیلت معلوم ہوتی ہے کہ

اس نے اپنے سینے میں علومِ نبوت سمولیا؛ لیکن چوں کہ حافظ قرآن کی طرف وحی نہیں کی جاتی؛ اس لیے کہ وحی کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔

حفاظ کرام اللہ کے ولی اور اس کے خاص بندے ہیں

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں میں اللہ کے کچھ مخصوص بندے ہیں، صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل قرآن ہی اللہ کے اولیاء اور اس کے خاص بندے ہیں۔

عن أنس بن مالكؓ قال قال رسول الله ﷺ إن لله عزوجل أهلين من الناس قالوا يا رسول الله من هم؟ قال هم أهل القرآن أهل الله وخاصته. (رواہ احمد وابن ماجہ و باسناد صحیح:۷۸)

اس حدیث پاک میں اللہ کے رسولؐ نے حفاظ قرآن کی فضیلت اور ان کا شرف ومنزلت بیان فرمانے کے لیے صحابہ کو ایک خاص انداز میں متوجہ فرمایا، پھر صحابہ کے سوال کرنے پر حفاظ کرام کی خاص فضیلت بیان فرمائی، یہی حضرات اللہ والے ہیں، اللہ کے خاص بندے ہیں، قرآن کریم میں اولیاء اللہ کے بارے میں ارشاد فرمایا: أَلا إِنَّ أَوْلِيَاء اللّهِ لاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ. الَّذِيْنَ آمَنُواْ وَكَانُواْ يَتَّقُونَ. لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الآخِرَةِ لاَ تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللّهِ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ. (یونس:۶۲-۶۴) علامہ مناویؒ جامع صغیر کی شرح فیض القدیر میں اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں، اہلِ قرآن وہ حضرات ہیں جو قرآن پاک کی تلاوت میں پابندی کرتے ہیں، قرآن کریم کے معانی

میں غور وفکر کرتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں، اس لیے حافظ قرآن کو چاہیے کہ اپنا مقام ومرتبہ پہچانے، ہرگز ہرگز اپنے سینے میں قرآن محفوظ کرکے اپنے آپ کو دوسرے سے کمتر اور حقیر نہ سمجھے، اور اس لیے بھی قرآن پاک پڑھنے والے کی مثال مشک سے بھری ہوئی تھیلی کی طرح ہے، حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قرآن کی تعلیم حاصل کرو، اس کی تلاوت کرو اور آرام کرو، بیشک قرآن کی مثال اس آدمی کے لیے جس نے اس کی تعلیم حاصل کی اس برتن کی مانند ہے جو کستوری سے بھرا ہوا ہو، اور اس سے ہر مکان میں خوشبو مہکتی ہو، اور جس نے اس کی تعلیم حاصل کی اور آرام کیا (اور اس پر عمل نہیں کیا) جب کہ قرآن اس کے اندر (دل میں) موجود ہو اس کی مثال چمڑے کے اس برتن کی طرح ہے جس میں کستوری تو موجود ہو مگر اس کے منھ کو بند کر دیا گیا ہو (جس سے خوشبو باہر نہ آتی ہو)

تعلموا القرآن فاقرء وه وأقرء وه فإن مثل القرآن بالمسك لمن تعلمه فقرأ وقام به كمثل جراب محشوٍ مسكاً يفوح بريحه كل مكان ومثل من تعلمه فيرقد وهو في جوفه كمثل جراب أوكي على مسك. (رواہ الترمذی والنسائی وابن ماجہ ۱/۷۸)

حضرت شیخ الحدیثؒ لکھتے ہیں:

یعنی جس نے قرآن پاک پڑھا اور اس کی خبر گیری کی، راتوں کو نماز میں تلاوت کی، اس کی مثال اس مشک دان کی سی ہے جو کھلا ہوا ہو، اس کی خوشبو تمام مکان میں مہکتا ہو، اسی طرح اس حافظ کی تلاوت سے تمام مکان انوار وبرکات

سے معمور رہتا ہے، اور اگر وہ حافظ سو جائے اور غفلت کی
وجہ سے نہ پڑھ پائے تب بھی اس کے قلب میں جو کلام
پاک ہے وہ تو بہر حال ہے ہی، اس غفلت سے اتنا نقصان
ہوا کہ دوسرے لوگ اس کی برکات سے محروم رہیں گے،
لیکن اس کا قلب تو بہر حال اس مشک کو اپنے اندر لیے
ہوئے ہے۔

تلاوت قرآن ہر حال میں مبارک ہے لیکن عمل نہ کرنے سے فضائل میں کمی آجاتی ہے اور بعض اوقات آدمی ایسے اعمال کا مرتکب ہوتا ہے کہ وہ سب فضائل سلب کرلئے جاتے ہیں، اللہ حفظ کے بعد عمل کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے جو لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر یعنی مسجد میں کتاب اللہ کی تلاوت اور باہم اس کے سیکھنے کے لیے جمع ہوتے ہیں تو ان پر خصوصی تسکین اترتی ہے، رحمتِ الٰہی انہیں ڈھانپ لیتی ہے، فرشتے انہیں گھیرے میں لے لیتے ہیں، اور اللہ ان کا مقرب فرشتوں میں تذکرہ فرماتے ہیں۔ (صحیح مسلم) شرح الاحیاء میں مذکور ہے کہ قیامت کے دن کوئی سفارشی اللہ جل شانہ کی بارگاہ میں قرآن حکیم سے زیادہ عظیم المرتبت نہ ہوگا، ارشاد ربانی ہے: اے لوگو! بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف نصیحت اور ان بیماریوں کی شفا آگئی ہے جو سینوں میں پوشیدہ ہیں، اور ہدایت اور اہل ایمان کے لیے رحمت بھی۔

عزیز! واس عظیم الشان کتاب قرآن مجید سے اپنی اور مسلم معاشرے کی اصلاح کے لیے مدد لیجیے، خود بھی اسے یاد کریں، پڑھیں اور عمل کرنے کو اپنا شعار

بنائیں، اور اپنی اولاد کو بھی حفظِ قرآن جیسی انمول نعمت کی تاکید وترغیب دیجیے، ان شاء اللہ خوش بختی اور شرح صدر نصیب ہوگا، ارشاد ربانی ہے: بے شک قرآن اسی منزل کی طرف رہنمائی کرتا ہے جو سب سے درست ہے، اور ان مومنوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں اس بات کی خوشخبری سناتا ہے کہ ان کے لیے بڑا اجر ہے۔

صالحین کا قول ہے اگر تم کسی کو غم وفکر میں مبتلا دیکھو تو اسے کہو کہ وہ قرآن کی تلاوت شروع کردے، ان شاء اللہ العزیز غم وفکر زائل ہوجائے گی، حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے قرآن کو یاد کیا اور اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانا، حق سبحانہ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے اور اس کے گھرانے میں دس آدمیوں کی شفاعت قبول فرمائیں گے، جس پر جہنم واجب ہوچکی تھی، مسلمان بھائیوں! کو چاہیے کہ راتوں کو اٹھ کر کلام پاک کی تلاوت کا اہتمام کریں، اس سے زندگی میں برکت عطا ہوگی، والدین کی عمر دراز کردی جائے گی، روزی کی تنگی دور کردی جائے گی، چہرہ نورانی کردیا جائے گا، قلب کو راحت بخش دی جائے گی، قرآن پاک مسلمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف نعمت خاص ہے، اس لیے اس کی جتنی قدر دانی کی جائے کم ہے، جب مسلمان قرآن مجید کو حفظ کرنا شروع کرتا ہے تو وہ اپنے دل کی گہرائیوں میں توفیقِ الٰہی اور سعادتِ عظیم کا سرور سرایت کرتے ہوئے محسوس کرتا ہے، یہ وہ نورانی سعادت ہے جس کے مدمقابل تمام لطف وکرم اور سعادتیں ثانوی درجہ رکھتے ہیں، حافظ قرآن پر ربِ کریم کے تعلق کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور اس کا اپنے مولیٰ کے خصوصی ربط قائم ہوجاتا ہے، اللہ عزوجل کی مدد اس کے شامل حال کردی جاتی ہے، اللہ شانہ کے جود وکرم، انوار

وتجلیات اور ایک خاص روحانی برق کا نزول حافظ قرآن پر ہونا شروع ہو جاتا ہے، ارشاد باری ہے: لَوْ أَنزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَى جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعاً مُّتَصَدِّعاً مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ (الحشر:۲۱) اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر نازل فرماتے تو اے مخاطب تو اسے دیکھتا کہ وہ اللہ کے خوف جھک جاتا، پھٹ کر پاش پاش ہو جاتا، جلالت قرآن یہ ہے کہ اس کی عظمت وشوکت پہاڑ بھی برداشت نہیں کر سکتے، ہم مسلمانوں بالخصوص حفاظ پر یہ لطف تو محض نبی اکرمؐ کے صدقے میں ہوا ہے، حدیث مبارکہ میں ہے کہ حافظ قرآن اسلام کا علمبر دار ہے، جس نے اس کی تعظیم کی، اللہ اس کو عزت بخشیں گے، ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ صاحب قرآن سے مراد حافظ ہے، طبرانی وبیہقی میں مذکور ہے: میری امت کے شرفاء اور باعزت لوگ حفاظ قرآن اور تہجد گزار ہیں، صاحب قرآن اسلام کا جھنڈا اٹھانے والا ہے، بلند کرنے والا ہے، جس نے اس کی تعظیم کی اس نے اللہ کی تعظیم کی، جس نے اس کی توہین کی تو اس پر اللہ کی لعنت ہے۔

حامل القرآن حامل رأية الإسلام ومن أكرمه فقد أكرم الله ومن أهانه عليه لعنة. (فر عن أبي أمامة) (کنز العمال، حدیث نمبر:۲۲۹۴)

حضرت علیؓ، ابو ہریرہؓ اور ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قرآن کا باعمل حافظ قیامت کے دن اہل جنت کا سردار ہوگا۔

باعمل حافظ قرآن کی عزت کرنے اور اس کو دوسروں پر فوقیت دینے کا حکم

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ روایت کرتے ہیں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین آدمیوں کا اکرام اللہ کی عزت میں سے ہے، ایک سفید ریش مسلمان، دوسرے حافظ

قرآن جو اس میں غلو نہ کرتا ہو، اور نہ اس سے اعراض کرتا ہو، تیسرے منصف حاکم،
عن أبي موسى أشعري قال قال رسول اللهﷺ إن من إجلال الله تعالى إكرام ذي الشيبة المسلم وحامل القرآن غير الغالي فيه والجافي عنه وإكرام ذي السلطان المقسط. (ابوداؤد:۲۶۱)اس حدیث پاک سے حافظ قرآن جو کہ باعمل ہو، اس کے اعزاز واکرام کرنے کا حکم معلوم ہوا، غلو نہ کرنے والے سے مراد قرآن کریم کی ادائیگی میں غلو نہ کرنا ہے، اور اعراض نہ کرنے سے مراد قرآن کریم کی تلاوت اور اس پر عمل کرنے سے دور نہ ہو، بلکہ تلاوت کی پابندی کرتا ہو اور اس کے مقتضی پر عمل کرتا ہو، اسی حدیث پاک میں قرآن حکیم کے اکرام کی طرف بھی اشارہ ہے، اس لیے حافظ قرآن کا اکرام بوجہ اس کے حافظ قرآن ہونے کے خود قرآن پاک کا احترام واکرام کس قدر کرنا چاہیے؟ جابر بن عبد اللہؓ روایت فرماتے ہیں حضورﷺ غزوہ احد کے موقع پر دو دو شہیدوں کو ایک قبر میں جمع فرمارہے تھے، لحد میں رکھنے سے پہلے معلوم فرماتے ان دونوں میں سے کس کو قرآن حفظ یاد تھا، پس جس کی طرف اشارہ کردیا جاتا تو اس کو قبر میں پہلے اتارا جاتا، اور فرمایا کہ میں گواہ ہوں ان پر اور ان شہداء کو ان کے خونوں کے ساتھ بغیر غسل دئے دفن کرنے کا حکم فرمایا۔

عن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما قال كان النبيﷺ يجمع بين الرجلين من قتلى أحد ثم يقول أكثر أخذا للقرآن فإذا أشير له إلى أحدهما قدمه في اللحد، وقال أنا شهيد على هؤلاء يوم القيامة وأمر بدفنهم في دمائهم ولم يغسلوا ولم يصل

علیهم. (بخاری شریف ۹۱/۲) حدیث مذکور میں بھی حافظ قرآن کی فضیلت واضح طور پر معلوم ہوئی۔

حافظِ قرآن سے محبت کرنا

مسروقؒ کہتے ہیں ایک مرتبہ عبداللہ بن مسعودؓ کا تذکرہ کیا اور فرمایا میں ان سے برابر اس وقت سے خصوصی محبت کرتا ہوں جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے ہوئے سنا قرآن چار آدمیوں سے سیکھو، عبد اللہ بن مسعودؓ، سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ، معاذ ابن جبلؓ، ابی ابن کعبؓ، عن مسروق ذكر عبد الله بن عمرو عبد الله بن مسعود فقال لا أزال أحبه سمعت النبي ﷺ يقول خذوا القرآن من أربعة: من عبد الله بن مسعود، وسالم، معاذ بن جبل، أبي بن كعب. (بخاری شریف ۱/۱۸۰) اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ باعمل حافظِ قرآن سے خصوصی محبت کرنا اہل ایمان کی علامت ہے۔

جس نے قرآن حفظ کیا وہ نکمی عمر سے محفوظ ہو جاتا ہے

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو قرآن پڑھے وہ اس نکمی عمر سے محفوظ رہتا ہے، جس میں انسان علم کے بعد بے علم ہو جاتا ہے اور ارشاد باری ہے: ثم رددنه أسفل سافلين إلا الذين آمنوا کے بھی یہی معنی ہیں، پھر ہم انسان کو پستی کی حالت والوں سے بھی زیادہ پست تر کر دیتے ہیں، لیکن جنہوں نے قرآن پڑھا وہ ایسی بری حالت سے محفوظ رہتے ہیں۔

عـن عبـد الـلـه بـن عبـاس رضـي الـلـه عنهما قال من قرأ الـقرآن لم يُرَدَّ إلى أرذل العمر لكيلا يعلم بعد علم شيئا وذلك قوله عـزوجـل ثم رددنه أسفل سافلين إلا الذين آمنوا إلا الذين قرء وا القرآن . (مستدرک حاکم)

لہٰذا ہر مسلمان کو قرآن مجید حفظ اور اپنی اولاد کو حفظ کرانے میں دریغ نہیں کرنا چاہئے اور اخلاص وللّٰہیت ہر وقت پیش نظر رہے؛ تاکہ اللہ کے یہاں عمل مقبول ہوجائے۔

جس دل میں قرآن نہ ہووہ ویران گھر کے مانند ہے

عن بن عباس رضي الله عنه قال، قال رسول الله ﷺ إن الذي ليس في جوفه شيء من القرآن كالبيت الخرب . (ترمذی شریف ۲/ ۱۱۹) ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا بلاشبہ وہ دل جس میں قرآن کا کچھ حصہ نہ ہووہ ویران گھر کے مانند ہے۔

حدیث پاک میں اس شخص کے دل کو ویران گھر سے تشبیہ دی ہے، جس کے دل میں قرآن کا کچھ حصہ بھی محفوظ نہ ہو، کیوں کہ گھر آباد ہوتا ہے اس کے رہنے والوں سے، اسی طرح دل آباد ہوتا ہے ایمان وقرآن سے۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اللہ سے بحث ومباحثہ کررہے تھے، اللہ نے ان کو کوہِ طور پر بلایا، انہوں نے کہا میں نے تورات میں پڑھا ہے إنـــي أجـــد ألـواح أمة خيـر أمة يـأمـرون بـالـمـعـروف ويـنـهـون عن المنكر ويـؤمنون بالله رب اجعلهم أمتي . اے اللہ ہم نے اس تورات میں پڑھا ہے

کہ اس کے بعد ایک بہترین امت آئے گی، جو نیکیوں کا حکم کرے گی، برائیوں سے روکے گی اور وہ اس پر ایمان لائے گی، اللہ یہ میری امت بنا دیجیے، تو اللہ نے فرمایا تلك أمة محمد کہ وہ احمد کی امت ہے، پھر کہا أني أجد ألواح أمة ناوليه يقرؤن في صدور رب اجعلهم أمتي تلك أمة محمد، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو یہ فضیلت عطا فرمائی ہے کہ سات سال کا بچہ بھی اسے یاد کر لیتا ہے اور ساٹھ سال کا بوڑھا بھی یاد کر لیتا ہے، جب کہ تورات، زبور اور انجیل یاد نہیں ہو پاتی تھی، حافظ قرآن کو جنت میں ایسا مقام دیا جائے گا جیسا کہ حدیث میں ہے إن في الجنة نهرا اسمه ريان عليه مدينة من مرجان له سبعون ألف باب من ذهب وفضة.

جنت میں ایک نہر ہوگی جس کا نام ریان ہوگا اس پر مرجان شہر ہوگا، جس کے ستر ہزار دروازے ہوں گے، ایک دروازہ سونے کا ایک دروازہ چاندی کا، جو حافظ قرآن کو دیا جائے گا، قیامت کے دن حافظ قرآن سے کہا جائے گا إقرأ وارتق ورتل فإن منزلك عند آخر آية تقرؤها. قرآن کریم پڑھتا جا، جنت کے درجوں پر چڑھتا جا، اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسا کہ تو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرتا تھا، پس تیری آخری منزل وہی ہے جہاں تو آخری آیت پر ٹھہرے۔

حافظ کے خلاف قرآن کا استغاثہ

حضرت انسؓ فرماتے ہیں جس نے قرآن کی حفظ یا ناظرہ تعلیم حاصل کی، پھر قرآن کو معلق کر دیا یعنی اس کو نہ پڑھا اور اس کو یاد رکھنے کی کوشش نہ کی، اور اس کو دیکھا تک نہیں تو قرآن کریم قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کے ساتھ

چمٹنے والا ہوگا، اور کہے گا اے رب العالمین بیشک تیرے اس بندے میں مجھے چھوڑ دیا، پس میرے اور اس کے درمیان فیصلہ فرما، من تعلم القرآن وعلق مصحفه لم يتعاهد ولم ينظر فيه جاء يوم القيامة متعلقا به يقول يا رب العالمين إن عبدك هذا اتخذني مهجورا (فاقض بيني وبينه) (تعلیق علی تفسیر القرطبی، باب سورۃ البقرۃ ۲۷/۳)

قرآن پاک کے ساتھ ایسا معاملہ کرنا گناہ ہے، زمانۂ حال میں تو یہ مرض عام ہوگیا ہے، اکثر لوگ قرآن پڑھ لینے کے بعد اس کو پڑھنا تو درکنار ہاتھ تک نہیں لگاتے، ایسے لوگ قیامت کے دن قرآن کریم کے مجرم ہوں گے، قرآن اس کے خلاف استغاثہ کرے اور کوئی چھڑانے والا نہ ہوگا اور اس کے سبب جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔

افادۂ عام کی خاطر قرآن پر عمل نہ کرنے کی کئی ایک وعید بھی لکھ دیتا ہوں تاکہ اس سے عبرت حاصل کر کے قرآن کریم سے ہمیشہ ہمیش جڑے رہیں اور اس پر عمل کرتے رہیں۔

قرآن کو یاد کرنے کے بعد بھلا دینے سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا میرے سامنے میری امت کے اعمال پیش کئے گئے، حتی کہ جس کوڑے کرکٹ کو انسان مسجد سے نکالتا ہے (وہ بھی پیش کیا گیا) اور میرے سامنے میری امت کے گناہ بھی پیش کئے گئے، پس میں نے قرآن کی کوئی سورت یا آیت جو کسی انسان نے یاد کر کے بھلا دی ہو اس سے بڑا گناہ نہیں دیکھا، قرآن کا اس کے کسی حصے کو بھلانا بڑا گناہ اس

لئے ہے کہ یہ قرآن سے لاپرواہی یا سستی (یا بے قدری یا کثرت سے تلاوت نہ کرنے سے ہوتا ہے) پس اللہ کے نزدیک انسان کا یہ گناہ قرآن سے اعراض کے سبب سے ہے، علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں جس نے قرآن پاک کو یا اس کے کسی حصے کو یاد کیا تھا اس سے اس کا مرتبہ بلند ہو گیا تھا، پس جب اس نے سستی یا دوسرے کسی وجہ سے یاد نہ رکھا تو وہ بلند مرتبہ سے خالی ہو گیا، تو مناسب ہوا کہ اس پر خدا کا عتاب ہو اور اس لیے بھی بھلانا جہل ہے اور علم کے بعد جہل کی طرف رجوع کیا گیا ہے، علامہ مناویؒ فرماتے ہیں اس حدیث سے پورے قرآن یا اس کے بعض کو بھلانا کبیرہ گناہ معلوم ہوتا ہے، حدیث میں ہے: عُرضت علي أجور أمتي حتى القذاة يخرجها الرجل من المسجد وعرضت علي ذنوب أمتي فلم أر ذنبا أعظم من سورة من القرآن أو آية أوتيها رجل ثم نسيا. (الجامع الصغیر للسیوطی ۴/۳۱۴)

قرآن بھلانے والا مجذوم ہوگا

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: نہیں کوئی آدمی جو قرآن یاد کرتا ہے پھر بھلا دیتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ مقطوع الید ہوگا، ما من أحد تعلم القرآن ثم نسي إلا لقي الله يوم القيامة أجذم. (مسلم، ابوداؤد ا/۱۰۷)

چوں کہ قرآن مجید کو حفظ کرنے کے بعد بھلا دینا بہت بڑا گناہ اس لیے ہے کہ جب یہ قبر سے اٹھے گا تو حساب ہونے سے قبل ہی اس عذاب میں مبتلا ہوگا، آج کے وہ حفاظ جو اس مرض کے شکار ہیں ان وعیدوں کا خاص خیال رکھیں ورنہ جو اعزاز

ان کے لئے احادیث میں وارد ہوئے ہیں وہ سب چھین لیے جائیں گے، اور عذاب میں مبتلا ہونا پڑے گا۔

بدعمل حافظ کا انجام

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: جس نے قرآن پڑھا یا حفظ کیا اور اس کی تفسیر اور معانی کا عالم ہوگیا، پھر اس پر عمل نہ کیا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے، من قرأ القرآن وعرف تأويله ومعانيه ولم يعمل به فليتبوأ مضجعه من النار. (کنز العمال:۵۴۵)

آخری بات

قرآن کریم ایسی دولت عظیم پیش بہا تحفہ اور ایسا سندیسہ ہے جس پر سیکڑوں مضامین لکھے گئے اور لکھے جاتے رہیں گے، اور حفظ قرآن دولتِ قرآن اور عظمت قرآن پر جتنا لکھا جائے کم ہے۔ اخیر میں قرآن سے متعلق چند اشعار لکھ کر قلم رکھتا ہوں۔

یا الٰہی روز و شب توفیق احساں دے مجھے
خوف اپنا ظاہر و باطن میں یکساں دے مجھے

...

حب سنت یا الٰہی حب قرآں دے مجھے
نعمت دارین اغنی نور ایماں دے مجھے

...

کام میرا زندگی بھر خدمت قرآن ہو
فہم قرآں دے الٰہی نور عرفاں دے مجھے

(از داؤدؔ)

دعا ہے کہ اللہ اپنی پناہ میں رکھے اور ہم تمام کو قرآن پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

الله أكبر كبيرا والحمد لله كثيرا وسبحان الله بكرة وأصيلا
ربنا تقبل منا إنك أنت السميع
وتب علينا إنك أنت التواب الرحيم
وصلى الله على خير خلقه محمد وعلى آله
وأصحابه وذريته وسائر المؤمنين والمؤمنات أجمعين.